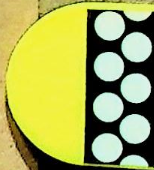
Silsila Atrazat Kuran Shrif 1911 G.K.V









اوم

سلسلۂ اعتراضات قرآن

ٹریکٹ نمبر ۱

از

شریاں مہاشہ ستیہ دیو جی سابق مولانا غلام حیدر صاحب

جسے

سوامی ویدیکانند سرستی ویدک دھرم پرچارک دہلی

نے فروری ۱۹۱۱ء میں

مطبع منشی ہرپرشاد بلند شہر میں چھپوایا

بار اول

۱۰۰۰ جلد



اوم

التماس ضروری

ناظرین کی یاد آوری کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ اُنہوں نے میری خدمات کو فروگذاشت نہیں کیا ہے۔ بیشک میں نے ایک مدت میں قرآن پر اٹھارہ سو اعتراض لکھنے کا وعدہ پبلک سے کیا تھا۔ لیکن اس ارادہ کے لیئے عوام کے شوق و دلچسپی کا انتظار تھا۔ اور سب سے بڑھکر یہ معلوم کر لینا بھی ضروری تھا کہ ہمارے محمدی بھائی انصاف پسندی سے سچی باتوں کے سُننے کے لیئے تیار ہیں یا نہیں لیکن پرماتما کی کرپا سے اُن بھائیوں میں اسقدر صلاحیت مزاج معلوم ہوتی ہے کہ وہ حق و باطل میں امتیاز کرنیکے لیئے کان لگا کر متوجہ ہونے لگے ہیں۔ ہمیں خوشقسمتی اور پبلک کے جوش اشتیاق سے معلوم ہوا کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اس سلسلہ کو مناسب طریقہ سے چھوٹے چھوٹے ٹریکٹوں میں پبلک کے سامنے پیش کیا جائے یہ سلسلہ نہ صرف اُن طالبان حقائق کے لیئے مفید ہوگا جو پہلے ہی سے ہاتھ پھیلائے مانگ رہے ہیں۔ بلکہ اُن بھولے بھالے محمدی بھائیوں کے درستی اعتقاد میں بھی کافی مدد دیگا جو نافہم خودغرض مُلانوں کے خوشنما مسائل کے وسیع دام میں اُلجھ کر علم نجات سے بے بہرہ ہو رہے ہیں۔

گو کہ قرآن جیسی کتاب پر اس قدر اعتراضات کا لکھ دینا اہل علم کے نزدیک کچھ بڑی بات نہیں ہے کیونکہ سلف کے علماء اسلام کی کُتب میں اُسکے رد و بدل کے متعلق کافی سے زیادہ مصالحہ موجود ہے لیکن اُنکے کھود کر نکالنے میں جو محنت و مصیبت اُٹھانی پڑیگی اُس قدردانی کی اُمید پبلک کی جانبسے ہوگی۔ اُمید ہے کہ راستی پسند بھائی نہ خود ہی بلکہ اپنے دیگر بھائیوں کو بھی اس بات سے آگاہ و خبردار کر دینگے کہ وہ اُن لوگوں کے فریبوں سے بچکر سچائی کی تحقیق و تدقیق میں پیروی کریں۔

آپکا

ستیہ دیو

چھاپنے والے منشی ہر پرشاد بہ مطبع منشی ہر پرشاد پٹنہ شہر

قرآن مخلوق ہے

پیشتر اس سے کہ ہم اپنی رائے زنی کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے متعلق کتب عقائد اہل اسلام سے اس امر کی پڑتال کریں کہ وہ قرآن شریف کو کس درجہ کی کتاب تسلیم کرتے ہیں۔ کیونکہ جبتک یہ بات معلوم نہ ہوگی تو ناظرین کے لیئے یہ امر دلچسپی کا باعث نہ ہوگا لہذا ہم مندرجہ ذیل کتب سے اس امر کو ثابت کرینگے کہ وہ خود ہی قرآن کو مخلوق (پیدا شدہ) مانتے ہیں۔ گو بہت ہی کوشش کی گئی ہے کہ جس سے قرآن قدیم ثابت کیا جائے۔ مگر آخرالامر وہ اپنی کوشش میں ناکامیاب نکلے جسکا مشتے نمونہ از خروارے مندرجہ ذیل پیش کیا جاتا ہے۔

فقہ اکبر از ملا علی قاری قرآن اللہ کا کلام لکھا گیا ہے ہمارے اوراق میں۔ اور محفوظ کیا گیا ہمارے دلوں میں اور پڑھا گیا ہماری زبانوں پر اور اُتارا گیا محمد پر اور الفاظ ہمارے قرآن کے لئے مخلوق (پیدا شدہ) ہیں اور لکھنا ہمارا اُس قرآن کا پیدا شدہ ہے نیز پڑھنا ہمارا بھی مخلوق ہے اور قرآن غیر مخلوق ہے ا۔ یہ ترجمہ اصل عبارت ملا علی قاری کا ہے۔

شرح عقائد نسفی ملا سعد الدین تفتازانی قرآن کلام اللہ کا غیر مخلوق ہے اور وہ لکھا گیا ہمارے ورقوں میں اور محفوظ کیا گیا ہمارے دلوں میں اور پڑھا گیا ہماری زبانوں پر اور کانوں سے سُنا گیا۔ غیر اسکے کہ حال ہو اُسمیں۔

حسن العقیدہ شاہ ولی اللہ دہلوی قرآن اللہ کا کلام ہے جو بھیجا گیا محمد کی طرف۔

بغیتہ الرائد صدیق حسن خان قرآن کلام اللہ کا غیر مخلوق ہے

مندرجہ بالا حوالہ جات سے آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ کتب عقائد اہل اسلام اس بات کے لیئے کوشاں ہیں کہ کسی طرح قرآن قدیم ثابت ہو اور جہاں تک ہوسکا اُن لوگوں نے سر توڑ کوششیں کیں مگر لاحاصل و بے فائدہ۔ کیونکہ ہماری تحقیقات میں اس بات کا سُراغ لگایا گیا ہے کہ ان عقائد کی اصل جڑ و بنیاد کیا اور کس چیز پر ہے؟ کیونکہ ان کے الفاظ ہی اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ یہ ضرور مشوش الخیال ہیں کیونکہ الفاظ قرآن و قرأت قرآن اور تحریر وغیرہ سب کچھ پیدا شدہ مانتے ہیں۔ مگر پھر اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ قرآن قدیم ہے۔ اب ہم نہیں جانتے کہ ان لوگوں کی عقلوں پر کیا پردہ پڑا ہوا ہے کہ جس سے اندھا دھند اور فضول تحریروں سے نہیں شرماتے۔ کیونکہ لفظ قرآن مجموعہ ہے الفاظ و معانی منقوش و اوراق وغیرہ کا جب یہ سب باتیں نہ پائی جاویں تو لفظ قرآن متحقق نہ ہوگا۔ خیر اس سے بھی ہم درگزر کرتے ہیں اور آگے چل کر کسی جگہ میں اس پر بخوبی طور پر بحث کرینگے۔

اصلی راز کھل گیا گو اس بات کا ہمیں بھی افسوس ہی تھا کہ ہمارے مسلمان بھائی ایسی ایسی خرافات باتوں کو اپنے عقائد میں جگہ دینے کے

لئے کیوں طیار ہیں۔ مگر تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ عقائد کے لکھنے والے
درحقیقت لکیر کے فقیر تھے۔ چنانچہ اس امر کا ثبوت انہیں کے بزرگان
دین وپیشوایان متقدمین میرے اس افسوس میں بہمہ وجوہ شریک ہیں
اور انہیں کی بدولت اس امر کا بھی پتہ لگ گیا کہ جس پر عقائد کے لکھنے
والوں کا دارومدار تھا وہ ایک حدیث ہے جسکے موافق جبراً وقہراً ان
لوگوں کو یہ تحریریں کرنی پڑیں۔ اگر اپنی اپنی عقل سے کام لیتے تو ممکن
تھا کہ غلطی نہ ہوتی۔ مگر یہاں تو عقل سے کام لینا ہی کفر سمجھا گیا تھا

قرآن کیونکر قدیم منوایا "مشکلے نیست کہ آساں نہ نشود" اگرچہ یہ امر
بہت ہی اہم معلوم ہوتا تھا مگر یہ مثل مشہور ہے۔ جویندہ یابندہ درست آید۔

ہم نے رفتہ رفتہ اس امر کا پتہ لگا ہی لیا کہ وہ حدیث کہاں اور کون
اور کیسی ہے؟ پس جویندہ یابندہ ایک کتاب بنام کامل میں بروایت
ابی ہریرہ یہ حدیث منقول پائی جسکا ترجمہ یہ ہے۔

"فرمایا محمد صاحب نے کہ قرآن اللہ کا کلام غیر مخلوق (قدیم) ہے
اور جو کوئی اس کی قدامت سے انکار کرے کافر ہے"

مگر ہماری تحقیقات سے یہ امر پایۂ ثبوت تک پہونچ چکا ہے کہ جو قرآن
کی قدامت کا اقرار کرے وہ کافر ہے نکہ قرآن کا پیدا شدہ ماننے والا۔

مطلق کفر

شہادت اوّل ابن جوزی اس حدیث کو موضوع (سراسر جھوٹ ولغو)

بتلاتے ہیں۔ یہ شخص معتبرین اہل اسلام میں سے تصور کیا جاتا ہے کہ جسکے نام کا سکہ ہندوستان کے وہابی تک بھی مانتے ہیں اور خصوصاً مولوی ثناءاللہ صاحب بھی۔

اور نوٹ کر لینا چاہیئے کہ اُن کے گروہ اُس حدیث کو موضوع بتلاتے ہیں جسپر قرآن کے قدیم ہونے کا دارومدار تھا۔

شہادت دوم فخر اسلام علامہ ذہبی بھی اس حدیث کی تکذیب کی تائید کرتے ہیں۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث پر عمل کرنے والے ہی مرتکب گناہ ٹھہرتے ہیں نکہ اُس سے انکار کرنے والے۔

شہادت سوم صنعانی بھی اس کو موضوعات میں سے شمار کرتے ہیں۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ قرآن کی مخلوقیت کے قائل ہیں۔ کیونکہ اس حدیث کے خلاف کوئی دوسری حدیث صحیح کو پیش نہیں کرتے۔

شہادت چہارم سخاوی نے نہ صرف اس کو موضوعات میں سے ہی شمار کیا ہے بلکہ بڑے دعوے سے اسبات کا اظہار کرتے ہیں کہ حدیث تمام طریقوں سے باطل اور غیر صحیح ثابت ہوئی ہے۔

شہادت پنجم ابن الربیع اپنی کتاب تمیز میں اس حدیث کو وضعی (جھوٹی) قرار دیتے ہیں۔

شہادت ششم طبیعی بھی اپنی کتاب خلاصہ میں اس کے لغو اور

غلط ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔

تمام خاندان ہی اسکے خلاف ہے ایک نہیں دو نہیں۔ بلکہ خاندان کا خاندان ہی اسکے خلاف ہے مثلاً علی ابن ابی طالب و مسعود ابن عباس و عمر بن دینار و سفیان بن عینہ وغیرہ لوگوں نے اس حدیث کو موقوف بتلایا ہے۔

چونکہ جملہ کتب عقائد کی بنیاد اسی حدیث پر تھی جس کی تکذیب کیلئے ہم نے درجن سے زیادہ شہادتیں پیش کی ہیں۔ اب ہم نہیں سمجھتے کہ اس پر ہم اپنی طرف سے کیا اعتراض کریں۔ کیونکہ اس وقت یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر کیا گیا ہے کہ قرآن مخلوق (پیدا شدہ) ہے۔ پس جبکہ قرآن پیدا شدہ ہی ثابت ہوگیا تو اب اسپر اعتراض ہم کیا کرینگے۔ ہمارے اعتراض کی گنجائش اُس وقت تھی جبکہ کوئی مدعی اس امر کا دعوے کرتا کہ قرآن قدیم ہے جبکہ گھر کے ہی بھیدیوں نے اس امر کی قلعی کھول دی تو ہم مجبور ہیں۔

مگر کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم نے اسکے ثبوت میں کوئی دلیل پیش نہیں کی کہ قرآن قدیم نہیں ہے۔ اگر اسپر بھی اطمینان نہ ہو تو ٹریکٹ نمبر ۲ جسمیں قرآن کے مخلوق (پیدا شدہ) ہونے کی دلیلیں پیش کی ہیں ملاحظہ فرمائیں ۔ از مشتے نمونہ از خروارے ابھی سے پیش کیے دیتے ہیں۔

اعتراض نمبر اول - کلام کے لیئے وجود متکلم و مخاطب زمان و مکان کی ضرورت ہے اسلیئے کلام قدیم نہیں -

اعتراض نمبر ۲ - وجود کلام مقتضی ہے تجدد و حدوث کو اس بنا پر بھی کلام قدیم نہیں -

اعتراض نمبر ۳ - لفظ کلام مرکب ہو دو کلموں سے اور جو چیز مرکب ہے وہ بقول اہل اسلام حادث ہے لہذا کلام قدیم نہیں -

اعتراض نمبر ۴ - کلام اپنی ذات میں بھی منقسم بدو قسم ہے کلام تام و غیر تام اور جو چیز قابل انقسام ہو وہ بھی بقول اہل اسلام حادث ہے لہذا کلام قدیم نہیں -

اعتراض نمبر ۵ - کلام محتاج بزبان و لغت ہے اور جو چیز محتاج بوجود غیر ہو اسے بھی اسلام قدیم نہیں مانتا - لہذا کلام قدیم نہیں -

۶ - کلام کی فہم تفہیم کیلیئے علم و گیان کی ضرورت ہے جسکا وجود کلام کے لیئے موقوف علیہ ہے لہذا کلام قدیم نہیں -

اعتراض نمبر ۷ - ہر کلام کیلیئے وجود واضع کی ضرورت ہے کیونکہ جبتک واضع کسی خاص معنی کیلیئے اُسے وضع نہ کریگا تب تک اُسکے معنی ٹھیک ٹھیک مفہوم نہ ہونگے جس سے وجود واضع مقدم ثابت ہوگا نیز کلام قدیم نہیں -

اعتراض نمبر ۸ - مفہوم کلام ہمیشہ واقعات گذشتہ یا آئندہ پر دال ہوتا ہے جسکا مقصد اعلیٰ متکلم کا صدق یا کذب ہوا کرتا ہے جو وجود فاعل کے فعل پر مبنی ہے لہذا کلام قدیم نہیں

ستیہ دیو

1295

بلا اجازت مصنف کوئی صاحب نہ چھاپیں۔ بلا دستخط یا مہر مصنف مال مسروقہ سمجھا جائیگا

اوم تت ست

259

بیت

یادگار زمانہ ہیں ہم لوگ ۔۔۔ سن رکھو تم فسانہ ہیں ہم لوگ

[illegible]

۱۹۰۴ء میں

سیوک پریس لاہور میں باہتمام ماسٹر آتمارام صاحب مالک مطبع چھپا



بار ششم ۔۔۔ ۱۵۰۰ ۔۔۔ [illegible]

ओ३म्

अनषोडशवर्षायाम आप्तः पंच विंशप
तिम् यद्याधत्ते पुमान् गर्भं कुक्षिस्थः
सविपद्यते १ जातो वा न चिरं जीवेज्जीवेद्वा
दुर्बलेन्द्रियः तस्मादत्यंत बालायां गर्भा
धानं न कारयेत् ॥२॥

(सुश्रुत)

(श्रीम आप)

مطلب

سولہ برس سے کم عمر والی عورت اور پچیس برس سے کم عمر والا مرد شادی
کرکے جو حمل قایم کریں۔ اول تو وہ قایم نہ رہے گا۔ بلکہ اسقاط ہو جائیگا۔
اور اگر اسقاط نہ ہوا۔ تو جو اولاد پیدا ہوگی وہ جلد مر جائیگی۔ اور اگر وہ
زندہ رہی۔ تو ہمیشہ دربل اور مریض رہیگی۔ اور جو مرد اور عورت عمر
مذکورہ بالا پر پہونچکر شادی کرینگے۔ تو ان کی اولاد طاقتور اور عقلمند پیدا
ہوگی۔ اور ہر طرح کی ودیا حاصل کرکے سدا تندرست رہیگی۔

(بقول دہنونتری بیدراج جی)

ہرنام سنگھ اپدیشک

ओ३म्

کروں پہلے ہردے میں ایشور کا دھیان
نجوم و کواکب ہزاروں ہزار
مہ و مہر کو گو کہ بر ترکیب
نہ لے بیٹھیں تا کہ غلط مدعا
کہ ظاہر پرستان تیرہ نگاہ
کبھی دیکھ خوبی و تابندگی
اگر برگ قدرت کو دیکھیں ذرا
حنا نیل کا سبز پتا کیا
بنایا عجب پتلا انسان کا
سرشٹی میں ایسا نہیں دوسرا
کہ جیو اور جنتو ہیں جتنے تمام
ہمیں شکر واجب ہے اس ذات کا
نہ جوہر اگر دیتا اور اک کا
نہ ایشور کی پہچان ہوتی کبھی
مذاہب میں کچھ ہے جو ایشور کا ریان
کتب جو مذاہب کے ہیں بے قیاس
مگر عقل انسان کے دخل سے
سنو جب کہ پرچار ویدوں کا تھا
بڑے اور ویسوں سے سب پا تے ہیں

نہاں سے کیا جس نے ظاہر جہان
گل گلشن خوبی و نوبہار ہے
مدامی سیارے فلک کردیا
کسوف و خسوف اس لئے کردیا
نہ جانیں کہ بھگوان ہیں مہرو ماہ
نہ کرنے لگیں وہ پرستندگی
نہ پاویں بناوٹ کا اس کی تپا
دیے رنگ سرخ و سیاہ بھردیا
کہ بھاگی ہے ویدوں کے گیان کا
کہ وید مقدس ہو جس کو ملا
سبجز آموی ہیں یہ اُمی مدام
کہ ویدوں کا گیان ہم کو جس نے دیا
کوئی وید و ودیا کو کیا جانتا
تمس میں بھی انسان رہتے سبھی
یہ ویدوں کی تعلیم کا ہے نشان
انہیں نور ویدوں سے ہے اقتباس
مضامین برعکس نیچر بنے
عمل اپنے بھارت کے لوگوں کا تھا
نجوم اور جوتش کمالات میں

شجاعت جسارت تہور ہیں اور
طبابت و منطق معانی تمام
عبور سمندر میں یکتا تھے کل
بوان ان کے تھے ریل آکاش کی
بکھیڑا نہ رکھتے تھے کچھ تار کا
تھا اشراق و جوتش نجوم اس قدر
فلاحت تجارت میں ہوشیار تھے
بھلا خوف دشمن کا کرتے تھے کب
قوی اور تناور بڑے مرد تھے
وفا پیشہ و صادق القول تھے
وہ گاہک تھے ودیا کے اور یوگ کے
ہدایت پہ ویدوں کی چلتا ہے جو
یہاں تک تھا ودیا میں بھارت بڑھا
گئی راج نیتی جو کسریٰ کے ہاں
مسلماں نصاریٰ جو ہیں نامور
مگر حیف اے آریو! کیا ہوا
کہاں ہے وہ رونق کہاں ہے وہ رنگ
کہاں ہے وہ ہمت کہاں ہے وہ نور
نہ آریہ ورت اے تا مدار رہا
ہوئے آریہ ہائے! ہندو یہاں
ودیا باغباں کو اہر نیستی نگاہ
لٹی باغ بھارت کی کلی بہار
[illegible]

نہ تھا مثل بھارت کے کرہ میں خو
دلیل و فقہ اور عمارت کا کام
سمندر کا پل ہیں وہ باندھ بھی تھے پل
فرنگی سے اب تک نہ ویسی بنی
بڑھا یوگ تھا دل خبردار تھا
زمین و زماں کی تھی ان کو خبر
جہازوں کے فن سے خبردار تھے
کہ فن جنگ کے یاد تھے انکو سر
مروت تحمل میں بھی فرد تھے
فریب و دغا سے وہ پرہیز
نہ پاتے کبھی روگ تھے بھوگ
بڑی عمر پاتا ہے بے روگ
عرب اور یورپ نے اس سے پڑ
ہوا عدل میں نامور بے قیاس
یہاں کی گدائی سے ہیں تاج
کہ غرق اب ستارہ تمہارا ہو
کہاں ہیں جہاز و کہاں ہیں وہ جنگ
کہاں ہے وہ تیزی کہاں ہے وہ
کہاں وہ گیا اب ترا اقتد
ہوا تام تیرا بھی ہندوستان
کہ بھارت کا گلشن ہوا ہے تباہ
نظر تخمل آتا نہیں بار دل
[illegible]

درختوں کی جڑ کھہ ہوئی کھوکھلی
کرے پھول بلبل کو ہے بے کلی

جگر ہیں درختوں کے دیمک چڑھی
ثمر برگ شاخوں پہ ٹڈی پڑ رہی

سموم خزاں اب چلی اس قدر
ہوئے پھول کانٹے یہاں سوکھکر

ترو تازگی اس کی جاتی رہی
خزاں پر خزاں روز آتی رہی

اڑی بلبلِ ویدِ دھرم اس باغ سے
ہو راغ یہ باغ بد زاغ[۵۰] سے

چراغانِ گلشن ہوئے گل تمام
اندھیرے سے سوسن ہوئے گل تمام

جو چشمہ تھے چاروں[۵۱] ہوئے خشک تر
نہ ہنسوں[۵۲] کا اب ہے یہاں پر گذر

شکستہ ہیں مدت سے دیوار[۵۳] چار
گذر سال اس کو گئے پنج ہزار[۵۴]

نشاں روش چار[۵۵] بالکل مٹا
نہیں چار پیڑوں[۵۶] کا سایا رہا

لگائے تھے پر کے اٹھارہ درخت[۵۷]
کہ ہیں خار جن کے بہت ہی کرخت

درینا کہ پھولی پھریں بلبلیں[۵۹]
نہیں آشیانہ رہا باغ میں

نہ گر بھونے وید و دیا اٹل
پرانوں میں کیوں ہانکتے یہ زٹل

چلے خواہش نفس امارہ پر
کھڑے کام روپی یہاں شاستر

بزرگوں کو کیا کیا لگائے نہ دوش
پرانوں کو دیکھو ذرا کرکے ہوش

نہیں چار ورنوں میں کوئی بچا
کہ بے رنج بھارت میں ایسا ہوا

برہمن جو تھے رہنمائے زماں
بزرگی کا ان کی کروں کیا بیاں

عیاں حلم کا ان کے چہرے سے نور
جبیں پر عبادت کا تھا بس ظہور

بجز عشق ایشور نہ تھا کچھ خیال
فقط وید دانی تھی جاگیر و سال

ہوا و ہوس دل سے بس دور تھی
کہ پابند بیٹے وید منظور تھی

بگاڑا نہ چار آشرم دھرم کو
عبادت سمجھتے تھے اس کرم کو

وہ روشن ضمیر اور فرخ حضور
بزرگ بزرگان سرمایۂ نور

نکوئی کے تھے راہ پر بس دواں
خلائق تھی سب ان کے پیچھے رواں

جو بھولا کوئی راہ میں راہ کو
تو دل سے بنایا ہوا خواہ کو

۵۰ ڈرام مارگ ہند سے مراد ہے ۵۱ چار وید ۵۲ قدیم رشی منی ۵۳ چار ورن ۵۴ مہابھارت ۵۵ اب تک ۵۶ چلو آشرم ۵۷ ...

نہ پہلے تھا نطفہ کا کچھ بھی وقار
فقط علم و دانش پہ تھا سب مدار

سعادت نے جس کے کیا دل میں گھر
ہوا علم و دانش سے جو بہرہ ور

ملی اس کو ویدی برہمن تی بس
وہ جانے جسے علم سے ہو ومس

مگر اب برہمن جو ہیں پیش وا
پکانے کا روٹی کی پیشہ لیا

ہوئے شودر پیشہ برہمن تمام
بنے ساری اقوام کے یہ غلام

کہ لالہ جی اور چودھری جی سوار
پیادہ ہیں شتر و سر پہ ہے بار

پڑا لیٹا ڈوری کا کندھے پہ ہار
سواروں کے ہیں یہ بہشتی کہار

بہت تیرتھوں اور میلوں میں جا
پھریں مانگتے در بدر جا بجا

گدائی پسند ان کو آئی ہے اب
بلے سمت دل میں سمائی ہے اب

برہمن ہیں کس بات کے یہ بھلا
نہ رشیوں کی ودیا کو حاصل کیا

طریقہ نہیں یاد ہے یوگ کا
انہوں نے لیا رستہ ہے روگ کا

جہمیں بھنگ افیون سلفے کا دم
جو مل جائے حقہ تو مٹ جائے غم

سویرے ہی اٹھ ایسی سندھیا کریں
علم ہاتھ میں لے کے ور دم بھریں

پھریں آگ کو در بدر جھانکتے
گدا جیسے دوڑ پھریں مانگتے

ہوں ٹکا جانو یہ شام و سحر
بھلانا تمباکو کا اگنی پہ دھر

بہت خوش ہیں حقہ کی آواز سن
سمجھتے ہیں اس کو یہ ویدوں کی دھن

کسی نے نہ رشیوں میں حقہ پیا
خلاف اس کے تم نے غضب ہے کیا

جو ہیں تیرتھوں میں برہمن یہاں
کروں ان کے آچرن کا کیا بیاں

مجھے شرم آتی ہے چپ ہو رہوں
وہ ناگفتنی ہے بیاں کیا کروں

مہاراج مشر جو تھے نامدار
کمینوں میں ان کا ہوا اب شمار

کمینوں کا پیٹہ چکاتے ہیں جب
تو دادا کو اول بلاتے ہیں تب

فقط دادا مشر گرو نام کے
کمینوں میں ڈھونڈھو ملیں گے

جو مزدور کو ڈھونڈنے جاؤ گے
برہمن سا ستا نام پاؤ گے

نہ دیوے کوئی ذات یہ کار چار — کہ خرتان پر پیر اور ہو کہار
خلایق کی نظروں سے ایسے گرے — کہ دیکھ ان کو جاتا سفر سے پھرے
سویرے جو درشن برہمن کا ہو — وہیں بس تصور براسن کا ہو
وے نے بھنگی ملنا بہت ننگ ہے — سمجھتا یہی وہمی ہر ایک ہے
کیا زرک اپنا برہمن نے کار — نگاہ جہاں میں ہوا ہے یہ خوار
وہ جھنڈال اپنے رہا کار پر — سمجھتے ہیں لوگ اس کو نیکو سیر
نہ ہوئی کبھی اُن کی بہ در گتی — اگر وہ با پڑھتے بہ رہ کر جتی
نہ بہلا سا ان میں کوئی کرم ہے — بزرگی کا لیکن وہی بھرم ہے
تو ہر نام سنگھ ہے برہمن بنام — خفا تجھ سے ہونگے برہمن تمام
نہ باوہ نہ کر اُن سے تو چھیڑ چھاڑ — پڑا ہے جہالت کا اُن پر پہاڑ
یہاں کے جو چھتری تھے میدانِ جنگ — پلنگ و ہزبرانِ جنگی و دلیر
کہ رند صبور و نجیب نشہ زور تھے — بہادر جہاں کے تھے جن سے دڈے
مہاراجہ راجوں کے تھے بے گماں — سبھتے ہیں خوب اس کو تاریخ داں
عرب روم و روس اور ایران چین — بہت دیس انکے تھے زیر نگیں
ہوئی ان کی امریکہ میں شادیاں — ہے تاریخ میں صاف اس کا بیاں
گئی سب دلبری پڑے خوار ہیں — غلامی میں غیروں کی ہوشیار ہیں
گئی تاب طاقت اب ان کی نکل — انہوں نے لیا مثل چوہوں کے بل
پڑے گھر میں آنند کرتے ہیں یہ — اسی عیش و عشرت پہ مرتے ہیں یہ
شراب و کباب اور چنگ و رباب — یہ جانی غذا روح کی بے حساب
نہیں مانس کا پہلے پرچار تھا — نشہ بھی کسی کو نہ درکار تھا
کرو مانس بھکشن نہ اپنا شعار — کہ ہے مانس کھانا درندوں کا کار
یہ ہے بیٹ با قیر اے ہوشمند — کہ ہوں وقف جس میں چرند و پرند
نشہ کی چیزوں کا نہ سیون کرو — نہ برباد کر عقل راہیں ہنو

سلہ چھتری ننگوں ہے مراد ہے سلہ ارجن کی شادی پاتال دیگ یعنی امریکہ کے راجہ ناگ کی لڑکی ...

کہاں وہ دلیری حرارت کہاں
ہیں پیارو افسوس افسوس ہے
سفیدپوش لوگوں کا تھوڑا سا حال
زراعت تجارت سے جو کچھ ملا
فریب اور دغا کی کمائی کا مال
اگر راستی میں چلا جائے سر
ملے جھوٹ سے پر کھوہی کا جو راج
مہاجن کہیں اس لئے ان کو عام
کمانے میں طاقت تھی ان کو کمال
نہ مطلب انہیں حشمت و جاہ سے
مگر اب تو کوڑی پہ مرتے ہیں یہ
رہا جھوٹ سچ کا نہ مطلق خیال
فریب اور دغا سے جب لیتے ہیں مال
سویرے ہی اٹھتے یہ پڑھتے ہیں گرو
نہ بالکل کمانے کی ہے ان میں تاب
نہیں وہ ہرم کی یارو دوکان ہے
بتاتے ہیں شوجی کا جس کو کھرا
انہیں کو وکی میں یہی ہے خیال
جوانی ہمیں اپنی معلوم ہے
گذرنے نہیں طفلگی کے ہیں دن
کمالیں بھلے اور بڑے شور سے
کہ بیٹھے بڑھاپے میں کھائیں گے ہم
کہ خوش ہوں برہمن ہمارے یہ جب

کہاں ہے وہ شیری شجاعت کہاں
نقاہت کی تم پر پڑی اوس ہے
کہ تھا راستبازی کا جن کو خیال
دیا بال بچوں کو اپنے کھلا
نہ لیتے تھے بالکل یہ صاحب کمال
نہ پرواہ کرتے تھے بھیہ نامور
سمجھتے تھے ذلت کا اس کو نتاج
نہ تھا جھوٹ کا ان کے ہر دمیں نام
ریاضت سے تھا رزق کا بس خیال
حمرکار ان کو تھا زباہ سے
فدا جان دمڑی پہ کرتے ہیں یہ
بتیم جھوٹی کھا جائیں بے قیل و قال
انہیں اب سمجھتے ہیں صاحب کمال
ملے مت کا ہنا و گٹھڑی کا بر
ہے خواہش کہ کھالے بحساب
سراسر کسیٹ چھل کی وہ کان ہے
اسی پر دغا کا دھرا ہے دھڑا
بڑھاپے کا اکدن ہے پڑنا دبال
نہیں آتی عنقا ہے معدوم ہے
کہ آتے ہیں ہم پر بڑھاپے کے دن
ہمیں ڈر بڑھاپے کی ہے دور ہے
نزے سے برہمن بکائیں گے ہم
بھلا جم کے دوست ہم سے لینگے کب

گرو جن کے لو بھی برہمن یہاں
کہاں وہ امانت دیانت کہاں
رہا شدر لوگوں کا ہے یہ شعار
تواضع خلایق کی دل سے کریں
نہ چوری چکاری کریں اختیار
نہیں چال ان کی ہے اب راہ پہ
کوئی چوری ڈھوری کا شیدا ہوا
کوئی سادھ ان میں کوئی سنت ہے
کوئی پوجا دیتا ہے جا پیر پر
کوئی ان میں کودے ہے جا ایک بلا
کوئی حقہ بھر کر بتاتا ہے بات
فریب اور دغا سے کماتے ہیں یہ
برہمن سے سجدہ کراتے ہیں بھیہ
کسی کو یہ اولاد کا دیں بچن
ستاتی ہیں لوگوں کو بیماریاں
بھگت جی بتا دو یہ کیا ہے سبب
یہ بگلے بھگت ہونٹ اپنے ہلا
ذرا اس کو چھو منتر اپنا سنا
کبھی پتر پیڑا بتاتے ہیں یہ
بھگت جی کا کنبہ جو بیمار ہو
تو جلتے ہیں اس کے ہوش و حواس
اگر ہوتا افسوں کوئی کارگر
سبھی کو ہوئی بھو قرمی کی مار

چلن نیک چیلوں کا پھر ہو کہاں
نہیں راستی کا رہا اب نشاں
کہ مزدور ہوں اور خدمتگذار
غرور اور غصہ نہ دل میں بھریں
کریں تا کہ ان کا سبھی اعتبار
کہ مورکھ برہمن ہیں بس راہ پر
کسی نے گدائی کا پیشہ لیا
بھگت سدھ سیانا کوئی مہنت ہے
کوئی باکی[1] بنتا ہے اپنے ہی گھر
کوئی دانے دیکھے ہے گندم منگا
منگاتا ہے محتاج سے ایک پاٹ[2]
شب و روز دھوکھے سے کھاتے ہیں یہ
وہ دادا سے پوتا بتاتے ہیں بھیہ
مرید ان کے ہو جاتے ہیں مرد زن
وہ کرتے ہیں کچھ اپنا جا کر بیاں
کہ بیماریوں نے لتاڑا ہے اب
بھگاتے ہیں دور ان کی گویا بلا
وہیں بھینٹ پوجا بھی اپنی منگا
کبھی پیر کا بھی جتاتے ہیں یہ
غم و درد میں خود گرفتار ہو
کوئی پیر اس کے نہیں آتا پاس
تو گھر میں بھی پڑتا کچھ اس کا اثر
جو سمجھے یہ مورکھ تو ہے ہوشیار

[1] باکی بار دینے والا بونگون اور غیب کی باتیں بتانیکا دعویٰ کرتا ہے [2] پاٹ بتا کر

نہ سندھیا نہ گایتری اس کے پاس
وہ سنسکار کیونکر ہو تیار وار
نہیں شودر اپنی رہے چال پر
رہے وید سے جب کہ یہ پھر گئے
جب اول ہی منزل کا راہ صواب
ٹھرک تندرستی کی یہ چھوڑ کر
کلیش اور آفت میں یہ پھنس گئے
سمجھو گا جو ہے قوم بھارت میں اب
نہیں تندرست ہے کسی قوم کا
کوئی درد سر کا ہے شاکی یہاں
کسی کو جنوں نے ستایا ہے اب
کسی کو ہے ضعفِ دماغ اس قدر
بڑھا بعض کا ہے نزول الدماغ
رتوندھے دل تو نہ سے نے مارا کوئی
کوئی درد دنداں سے گریہ کناں
کوئی بس رہے ہیں گرفتا رہے
کسی کو ہے خفقان کا عارضا
کوئی ضعف معدہ کا شاکی یہاں
کسی کی گئی ناف چلتے ہیں ٹل
کسی کو جوانی میں ہے ضعف باہ
کوئی ہائے کرتا ہے سوزاک میں
کسی کو ہے درد مفاصل ہوا
کسی کے ہے پیچھے چھپا پڑا

کرامت کی کیوں اس سے رکھتے ہیں آس
نہ دشمن کو جانو کبھی غمگسار
گرو جار چیلے بنے چال کر
تو چاہ ضلالت میں سب گر گئے
گئے بھول کیونکر نہ ہوں یہ خراب
چمن زندگانی سے منہ موڑ کر
مصائب کی دلدل میں جا دھنس گئے
بڑا اس پہ بیماریوں کا غضب
تڑپتا ہے ہر ایک زخمی پڑا
کوئی اپنی دنیا سے سرکی ہے جاں
نزلے سے جہاں کی گرایا ہے اب
کر کہنے و سننے سے پھٹتا ہے سر
ہوا اندھا آنکھوں کا جس سے چراغ
رمد چشم نے اب اتارا کوئی
خناق اور زنائی سے ہے بے حال
کوئی سل میں کھانسی میں بیمار ہے
جلودھر تلی میں کوئی مبتلا
کوئی درد پسلی سے ہے نیم جاں
کسی کو بواسیر کا ہے خلل
اسی غم میں گھل گھل ہوا ہے تباہ
ملا آتشک سے کوئی خاک میں
ہے عرق النسا میں کوئی مبتلا
نہ نقرس نے چھوڑا ہے چھوٹا بڑا

تپ دق ہے اعضا میں بس مستقیم
ہیں بد عدا بیماری یہاں لڑکیاں
نہ کھانا خوش آوے نہ پینا انہیں
تڑپتی ہیں دیتی ہیں لیکو تالیاں
لگن اور صورت کی کیا جانچ کی
جو ہیں طفلک نو یسالہ یہاں
غرض ہیں یہاں جتنے چھوٹے بڑے
نہیں ان کو بیماریاں چھوڑتیں
چمن تندرستی کا سوکھا پڑا
پھنسے ہیں مصیبت کے یہ جال میں
پڑا ہے خلل ان کے ہر کام میں
گو رہ ان کے ڈوبے ڈبویا انہیں
مصائب خلائق پہ جو ہیں یہاں
نہ شادی کا بچپن کی ہوتے رواج
ہیں جتنے زیادہ جو ان کے مرید
لڑکپن میں شادی کراتے ہیں اب
پسر اور دختر جو سمجھاں کے
نہ کھیرول کے جاتے رہیں پکڑ کے
ہوئی آٹھ سالہ کی شادی یہاں
اسی رسم بد نے ڈبویا انہیں
لڑکپن کرم لڑکے کے معلوم ہوں
شادی کے مطلب سے ان کو خبر
جوانی میں طرفین ہوویں جزا ئے

یہ ہیں مبتلائے بلائے عظیم
شب و روز کرتی ہیں آہ و فغاں
غرض موت جیتا ہے بھائی انہیں
مریں پوت یا وہ تمرے بے گماں
رنڈاپے کی آتش کی یہ آنچ وہی
سمان اور چیچک سے ہیں نیم جاں
ہیں بستر پہ بیماریوں کے پڑے
مصائب نہیں ان سے منہ موڑتیں
گل شادمانی ہے مرجھا گیا
جسے دیکھو ہے وہ برے حال میں
ہے پیری جوانی کے ایام میں
ہوئے آپ گمراہ کھویا انہیں
برہمن سبب ان کا ہیں بے گماں
نہ بیماریاں ان سے لیتیں خراج
نقاہت کا غرہ سا ہے مزید
ذرا سوچ لو اس کا یہ ہے سبب
مریں پہلے شادی کے ایام سے
انہیں صفت کا گیہا کیونکر ملے
مٹے شادمانی کے سارے نشاں
اسی دشمن جاں نے کھویا انہیں
نہ اطوار لڑکی کے مفہوم ہوں تو
نہ ہو عہد و پیماں کا ان پر اثر
ہو آپس میں ناچاقی و اضطراب

کوئی ہوئے سقرا کوئی بے نوا
ضرورت تھی شادی کی اس وقت کیا
بلا بھوک بھوجن بڑا روگ ہے
ہوا برہم چرج انکا جبکہ خراب
گئی تاب طاقت ہے ان کی تمام
لڑکپن میں بے وقت بچے جنے
جوانی کے ایام ایسے چڑھے
بڑے طور سے آہ بھر زور کر
شکایت لگے کرنے ہر بار کی
زمانہ لیاقت کا کھویا گیا
انہیں فن نہیں یاد ہے کار کا
جب علم و ہنر سے یہ کورے رہے
ہوئے جب جہاں میں ذلیل اور خوار
طوائف لگے یہ نچانے مدام
لگے بے حیا با لٹانے یہ زر
نتائج جہالت کے یہ ہیں تمام
اگر علم ہوتا انہیں اے اخی
ہمیشہ ہیں حرم میں ہر حال میں
سمجھتے ہیں دل میں کہ آزاد ہیں
اگر طفلگی میں نہ ہوتا بواہ
ہے بے وقت ہونا برا بیچ کا
اگر شاد و ناشاد وہ ہوگے یہاں
اگر برہم چرج ان کا رہتا درست

کوئی ہو طوائف کوئی بیوا
بچارا ہے پوپوں نے اپنا بھلا
لڑکپن کی شادی بڑا سوگ ہے
رہا پھر نہ چار آشرم کا حساب
بگڑ ان کے سارے گئے اس سے کام
دنوں میں جوانی کے بڈھے ہوئے
سہارے سے لاٹھی کے اٹھنے لگے
اٹھیں ہاتھ دونوں یہ گھٹنوں پہ ہر
جب اٹھے یا بیٹھے تو بس آہ کی
کما نیکا بوجھ ان کے سر پہ پڑا
تحمل نہیں ہے گرانبار کا
تو گمنام احقر جہاں میں ہوئے
نمود و فضولی بنا بس وقار
لٹا باغ بارہی ہوئے نیک نام
ہوئے ننگ پھرنے لگے دربدر
فضولی میں سمجھے ہوئے نیکنام
سمجھتے نہ اصراف میں بہتری
دواں ہیں پھنسے ہیں مگر جال میں
بڑی اچھی حالت ہے دل شاد ہیں
نہ ہوتی کبھی ایسی حالت تباہ
نہیں ہوتا اس سے کبھی اوگتا
نہ بارہ تمنا سے ہوکا مراں
نہ بیمار ہوتے نہ رہتے یہ سُست

نہ کرتے چال ہیں اپنی کرتے قصور
مسلماں نہ کرتے یہاں آکے راج
نہ گؤ ہیں کبھی قتل ہوتی یہاں
نہ بھارت کا دم آتا یوں ناک میں
نہ کرتے یہاں پر ہزاروں حمل
یتیموں کو ہوتا نہ ہرگز ملال
یتیم اور بیوہ ہزاروں ہزار
اگر نیچاں کوئی جیتا بچا
مسلماں وغیرہ نے ڈالا ہے جال
بڑھاتے ہیں سرگرم ہیں دین کے
اہانت کریں اس کی ہر بات میں
ہمارے جو ہندو ہیں بھائی تمام
یہ ٹلی ہلا کر جماویں انہیں
کھلاتے ہیں ان کو جو کھاتے نہیں
یتیم اور بیوہ پھریں خوار ہیں
بنے عورتوں کے لئے وہ مکاں
کھلاویں یہ مردوں کے اپنے بلا
کریں التجا ان سے اولاد ہو
ہمیں مال و دولت جو وہ بیشمار
مجھے شرم آتی ہے کرتے بیاں
جلہری بنی ہے ایک پتھر گڑھا
اسے سرد وزن جا کے دیکھیں تمام
پھر اس پالنگ سے اپنی انگلی چھوا

کبھی سلطنت میں نہ آتا فتور
نہ لیتیں کبھی غیر قومیں خراج
نظر جس سے آتی ہیں بربادیاں
زمیندار ملتے نہ سب خاک میں
نہ رانڈیں کبھی مرتیں ہو کے خجل
نہ عصمت میں بدھوا کی آتا زوال
تڑپ کر مرے بھوک سے بے شمار
کرسٹان یا وہ مسلماں ہوا
پھنسے کوئی ہندو وہی ہے خیال
کوئی بھوکا پیاسا انہیں گر بچے
شب و روز ہیں وہ اسی گھات میں
محبت ہے ٹھاکر سے جنکو مدام
منوہر بچپن سے رجھاویں انہیں
بلاتے ہیں ان کو جو آتے نہیں
مگر ان کے ٹھاکر ہی دلدار ہیں
جنہیں دیکھ حیران ہوں مرداں
بہت نعمتیں اور عمدہ غذا
ملے تندرستی کہ دلشاد ہو
کریں ہم تمہیں یاد پھر بار بار
شوالے میں شیو جی کا جو ہے نشاں
وہ ہے لنگ مہادیو کا
چڑھا جل وہ گھنٹا بجا دیں مدام
وہ لیتے ہیں آنکھوں سے اپنے لگا

بھلا لنگ پوجن عبادت ہے کیا
تمسخر کی جا ہے ذرا سوچ تو
شوالا بنایا بڑا لنگ پر
بنائے شوالے یہاں اس قدر
کہ مندر بہت سے ہیں ایسے یہاں
اگر جنگلوں میں کہیں جاؤ گے
پجاری شکاری بٹھائے یہاں
لگاتے ہیں دم اور پیتے ہیں بھنگ
کنارہ کیا عقل نے پاس سے
جب چلی اکیلی پھنسی نوجواں
چھپے عیش و عشرت وہ کرتے رہے
بخوبی نہ حاصل ہوا جب وصال
چلو اس جگہ سے کہیں اٹھ چلیں
شوالے میں بھیجو نہ عورات کو
بناؤ مسافر کی آرام گاہ
کرو فکر تعلیم نسواں یہاں
نہ عورات کو علم سے روکتے
فقیروں سے کیوں پوت یہ مانگتیں
نہ جنگل میں جا کر جلاتیں چراغ
نہ رمال ان کو کبھی لوٹتے
بھگت ان کو ٹھگ کے کیوں جا اڑتے
خبر وید پرچار کی لیجیو
اگر وید دھرم کو یہ جانتے

کریں دھیان اس میں ستیاناس کیا
مہذب کا کب لنگ معبود ہے
کیا خرچ اس پر بہت ہم وزر
محلہ محلہ میں اور گھر بہ گھر
نہیں دیوے بتی کا جن میں نشاں
نشان شوالہ وہاں پاؤ گے
ہوئے سنڈے کھا کھا کے مال زناں
ترنگ انکو اٹھتے ہیں ہوتے ہیں ننگ
بدی کے اٹھے دل میں وسواس سے
ہوا لنگ پوجن وہاں بے گماں
نگاہوں سے غیروں کی ڈرتے رہے
تب آیا یہ دونوں کے دلمیں خیال
وہاں بے خطر عیش و عشرت کریں
سراسر غضب ہے ذرا سوچ تو
شوالے میں دھن کو کرو مت تباہ
کہ ہو آریہ ورت ہندوستاں
تو کیوں سیانے ستے انہیں لوٹتے
نہ بھگتوں ڈھونگیوں کے گھر جا ٹکتیں
لگاتیں نہ عصمت کے دامن پہ داغ
نہ مرد اپنی عورت کا سر کوٹتے
جھگڑ رنہ مندر کے یوں ناڑتے
یتیموں کو جو کچھ ملے دیجیو
تو اپنی کو خوب اپنی پہچانتے

نہ صحرا میں جا خاک یہ چھانتے
جینور اس کے سر پر ڈھلاتے یہ کیوں
بجاتے نہ سنکھ اپنے منہ سے لگا۔
نہ باغ اور کنوئیں کا کراکے بیاہ
نہ سالگ کا تلسی سے کرتے بیاہ
درختوں کو کیوں ہاتھ یہ جوڑتے
ڈلے کو نہ ڈوری[2] کا تاگا لپیٹ
منڈھی اور ماتا پہ مرغی کٹا
فرنگی کو اوتار کیوں[3] مانتے
نہ جادو بتاتے کبھی تار کو
نہ میراں سے[4] ڈرتے نہ سرور سے یہ
الہ بخش[5] کو ماموں کہتے یہ کیوں
نہ کالی کو بکرا کھلاتے کبھی
کبھی رام لیلا میں اور راس میں
بزرگوں کا خاکا اڑاتے یہ کیوں
سیا اور رادھا کا بھی مرتبہ
نہ ڈرتے وساسول سے بیگماں
سفر چلتے میں چاند کیوں دیکھتے
نہیں چھینک کا دل میں لاتے خیال

نہ پیغمبر کو ایشور کبھی مانتے
بھلا گوپی لانڈی[1] بناتے یہ کیوں
کہ گھونگے کی ہڈی ہے وہ برملا
نہ برباد کر مال ہوتے تباہ
کہ جورو خاوند میں نسبت نہ راہ
نہ سید کی تربت پہ سر پھوڑتے
گنیش اس کو کہکر نہ دیتے یہ بھینٹ
نہ سر پہ کبھی پاپ لیتے چڑھا
نہ کالی کبھی ریل کو جانتے
فسوں کہتے کل کے نہ کل کار کو
نہیں خوف کھاتے قلندر سے یہ
بھلا ڈر کے مردوں سے رہتے یہ کیوں
جڑوں کو نہ بھوجن جماتے کبھی
بناتے نہ لڑکوں کو یہ عورتیں
بزرگوں کی پیٹھیں سنجاتے یہ کیوں
کہ گھوڑیں انہیں سرد میلوں میں جا
سمجھتے نہ کچھ جوگنی سے زیاں
سروکار رکھتے نہ یہ فال سے
شگونوں سے ہوتا نہ شادی ملال

[1] صرف لانڈی ہی نہیں ہوتی بلکہ وہ گائے سر یاس ور دمیں مرجاتی ہیں پہاڑی قبری بڑی پلکیاں اس کے بریدہ زخم کو کھاتی ہیں اور کرم پڑ جاتے جیسے وہ گلئے تڑپ کر مرجاتی ہے [2] ڈوری کو پنجابی میں سوتی یا کھمبی کہتے ہیں یہ بنتا ہی ہے برتنتے ہیں یہ صورتیں برا ندہ کھر سر گوندتی ہیں [3] اکثر پنڈت پرانک ان کی عظمت دیکھکر کلجگ اوتار بتاتے ہیں [4] دریتوں میں الکہیاں موجود ہے جہاں مکلس صاحب کی پوجا کیجاتی ہے [5] قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور میں ایک سیٹھ کی قبر ہے جس کو مولا الہ بخش کہتے ہیں۔

چڑیلوں سے ڈرتے نہ بھوتوں سے یہ
بھلا دیوتا کمنے کیوں بار گو یہ
نہ تھلے کو پانی کو ایشور بنا
نہ تینتیس کروڑ ہوتے پرماتما
طوائف کا بیٹا نہیں جانتا

اسی طور اے بھارت نامدار
کروڑوں پتا اپنے بیٹھا بنا
شگفتہ تو ایشور سے کر التجا
کہ بچپن کی شادی سے ہمکو بچا
کہ تا ویدوویا کے بھاگی بنیں
کسی کے نہ آزار میں شاد ہوں
نہ بولیں کبھی جھوٹ ہم بھول کر
ہمارا نہ خودغرضی ہووے شعار
کماویں نہ کھوٹے وسیلوں سے مال
ڈریں تجھ سے اور شرم تیری کریں
نہ ناخوش ہوں نت کرم پرماد سے
نہ شادی میں شادی نہ غم میں الم
وہ معرفت میں رواں ہوں شتاب

نہ سینتوں سے ڈرتے نہ اوتوں سے یہ
فرشتہ بتلاتے نہ بدکار کو
نہ کھا پی کے دیتے نجاست بنا
نہیں جن کے ناموں کا انکو پتا
کہ باپ اس کا دنیا میں ہے کونسا
ہوا تو جہاں میں ذلیل اور خوار
نہ اصلی پتا کا رہا کچھ پتا
جبیں نیاز اس کے آگے جھکا
کہ پامال جس سے یہ بھارت ہوا
کسی چیز کو پھر نہ ایشور کہیں
ستا کر کسی کو نہ برباد ہوں
چلیں راستبازی کے سب راہ پر
پریم اور پریتی سے ہوں کاربار
ہماری نہ روح پر پڑے پھر وبال
نہ ڈر ڈر سکے دنیا سے ناحق مریا
ہمیں اپنی پہچان کا گیان ہو
نہ غم میں خوشی ہو نہ شادی میں غم
ہٹے تا کہ بھارت کا کل اضطراب

اوم شانتی۔ شانتی یشانتی

ہرنام سنگھ شرما ساکن جھلوندی تھانہ لاڈوہ تحصیل
تھانیسر ضلع کرنال

غلط نامہ

صفحہ	سطر	مصرعہ	غلط	صحیح
۴	۱۲	۲	کے	سے
۵	۱	۴	کرے	گرے
۵	۲	۳	پڑہی	پڑی
۵	۱۳	۲	ٹکڑے	گڑھے
۵	۱۷	۱	چہر سے	چہرہ پہ
۵	۱۴	۴	مسال	مال
۵	۲۳	۲	ہو خواہ کسی	ہو خواہ ہو
۶	۱۶	۲	[illegible]	دھُن
۶	۱۸	۳	نہ گفتنی	ناگفتنی
۷	۲۰	۳	برہمنی کا	برہمن کا
۷	۱۳	۱	شاہ نند	شہنزور

صفحہ	سطر	مصرعہ	غلط	صحیح
۷	۱۴	۲	زبر و نگیں	زیر نگیں
۷	۱۵	۲	اِن	اِس
۷	۱۷	۳	مل	بل
۷	۲۳	۱	چنبیر و نگانہ	چنبیر و نگا
۸	۱۰	۳	حمر کار	سحر و کار
۸	۱۷	۲	کسپٹ	کلپٹ
۸	۲۰	۱	طفلگی	طفلکی
۸	۲۱	۱	برسے دور	بڑے طور
۸	۲۱	۳	دُور	دَور
۸	۲۲	۲	چکائیں	چائیں
۸	۲۳	۲	جم سکہ دوست	جم دو دست

صفحہ	سطر	مصرعہ	غلط	صحیح
۹	۶	۳	راہ پر	راہ بر
۹	۹	۱	پوجا	پوچھا
۹	۹	۱	پیبر	پیمبر
۹	۱۳	۲	داداتے	داداتھے
۹	۲۱	۱	جاتے ہیں	جاتے رہیں
۹	۲۲	۲	پیبر	پیمبر
۹	۲۳	۱	بیوقونی	بیوقوفی
۱۰	۱۹	۲	خلسل	خلل
۱۰	۲۳	۳	کھنچے	تیرے
۱۱	۱۲	۲	گراہ	گمراہ
۱۱	۱۵	۳	ساتے	بلا سے

صفحہ	سطر	مصرعہ	غلط	صحیح
۱۱	۱۸	۱	نہ پھیرو	تو پھیرو
۱۱	۲۱	۲	لڑکے	لڑک[illegible]
۱۲	۱	۲	ببیسو	ببیسو[illegible]
۱۲	۱۷	۲	احراف	انحراف
۱۳	۲	۲	ذلیتیں	نہ لے[illegible]
۱۴	۱۷	۲	ستے	ستے[illegible]
۱۴	۲۳	۱	بغبر	خبر
۱۵	۱۰	۲	کل کے نہ کل	کل سکے[illegible]
۱۶	۱	۱	چپر بلوئیں	چپر بلوا[illegible]
۱۶	۲۲	۲	کیا بن	گیا آ[illegible]
۱۶	۱۸	۱	دہ صوفرت	رہ صورت



